☆۔کرنے کا سب سے بڑا کام ۔☆

(۱۵)

فریضہ دعوت واصلاح

ابوعبداللہ

(ہماراعزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بسم اللہ،الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

انفرادی دینی ذمے داریوں (اوامرونواہی) کی بجا آوری کے بعد ’’دین کی دعوت‘‘،یعنی اللہ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانا، اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔اس کی اہمیت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ انبیاء ورسل علیہم السلام کی بعثت کا بنیادی مقصد ہی یہی تھا۔فی زمانہ مسلمان اسے اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتے، حالانکہ دعوتِ دین ہر شخص پر اسکی حیثیت اوردائرہ کار کے تحت ’’فرض‘‘ ہے۔اگر انسان اسے اپنی ذمہ داری نہ سمجھیں تو شیطان کا انسانیت کو دبوچنا بہت آسان ہوجائے۔اہل اسلام کواس کے بھولے ہوئے سبق کی یاددہانی کیلئے فریضہ دعوت واصلاح پرآ گاہی پیش خدمت ہے:

نجات کیلئے کم ازکم ذمہ داری!

سورۃ العصر کی روشنی میں عام افراد کیلئے وہ کم ازکم ذمہ داری جس کی ادائیگی پر وہ اللہ کے ہاں ناکام و نامراد ہوکر ابدی خسارہ پانے والوں کے بجائے کامیاب وکامران ہونے والے خوش نصیبوں کی صف میں داخل ہوگا، وہ قسم کھا کر پروردگار نے یہ بتلائی ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ہ﴾ (سورۃ العصر)

’’قسم ہے زمانے (کہ) انسان خسارے میں ہے مگر (خسارے سے بچنے والے) وہ لوگ ہیں جوایمان لائے اورصالح اعمال اختیار کیے، جوحق (یعنی سچ بات) کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔‘‘

پس ابدی خسارہ سے بچنے کیلئے: (۱)۔ایمان،(۲)۔عمل صالح،(۳)۔سچائی یعنی حق بات کی تلقین اور(۴)۔صبر کی تاکید، ناگزیر ہے

ان میں سے ایک کڑی بھی حذف ہوگئی تو انسان مارا گیا۔لیکن مسلمان حق بات کی تلقین یعنی دعوتِ دین کو اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتے، بلکہ اسے صرف علماء کی ذمہ داری سمجھتے ہیں، جب کہ سورۃ العصر میں خطاب عام انسانوں سے ہے نہ صرف علماء حضرات سے۔اگرکسی نے اس غلط فہمی سے نجات پانی ہو

تو اس حوالے سے سورۃ العصر ہی کافی ہے۔

سب سے بڑا کام: ایمان و عمل کے بعد سب سے بڑا کام اللہ کے دین کی دعوت ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ o﴾ (حم السجدہ۔33:41)

''اور اس سے اچھی بات کس کی جو دعوت دے اللہ کی طرف اور نیک اعمال کرے اور کہے کہ میں بھی (عام) مسلمانوں میں سے ہوں۔''

عظیم اجر و ثواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی کو ہدایت کی طرف بلایا تو اسے ان تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا جو اسکی پیروی کرنے والوں کو ملے گا۔'' (مسلم، الامارۃ:1893)

آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جہاد کیلئے بھیجا تو فرمایا:

''اللہ کی قسم! اگر اللہ تیرے ذریعے ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرمادے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔'' (بخاری کتاب الجہاد:2942)

لازمی ذمہ داری: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم کرو اور ضرور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے کوئی عذاب بھیج دے، پھر تم اس سے دعائیں کرو گے لیکن وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔''

(ترمذی، کتاب الفتن:2169)

کیا اب بھی شک باقی ہے......؟ کیا اب بھی ہم اسے اپنا فریضہ نہیں سمجھیں گے....؟

ایمان کیلئے ناگزیر: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص تم میں سے کسی برائی کو (ہوتے) دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر (ہاتھ سے روکنے کی) طاقت نہیں ہے تو زبان سے روکے (یعنی برائی کو واضح کرے)، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے (اسے برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

(مسلم الایمان:49)

اورایک دوسری روایت میں ہے: ''اوراسکے بعد ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی موجود نہیں۔'' اسلامی معاشرے کی بہتری کیلئے انتہائی اہم حکم دے دیا گیا ہے، معاشرے کی بہتری کیلئے یہ حکم ناگزیر ہے۔ ہاتھ سے برائی اور ظلم کے آگے رکاوٹ بننے کا وہاں حکم ہے جہاں طاقت ہو، جہاں لوگ کسی کے ماتحت ہوں جیسے اولاد، اور معاشرتی سطح پر یہ ذمہ داری بالخصوص حکمرانوں کی ہے۔ ایمان کی سلامتی کیلئے یہ ضروری ہے کہ برائی اور ظلم و ناانصافی کے خلاف حکمت اور مواعظ حسنہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے زبان ضرور استعمال کی جائے، اور اگر اتنی بھی ہمت نہ ہو تو دل میں ضرور شدید ناگواری ہونی چاہیئے جو کہ کمزور ترین ایمان ہے اور اگر خدانخواستہ برائی کو دیکھ کر بھی دل نہ کڑھے اور پریشانی لاحق نہ ہو پھر ایمان برائے نام ہی ہے۔

هماراامتیازی وصف! خالق کائنات نے امت محمدیہ ﷺ کا امتیازی وصف یوں بیان فرمایا:

﴿كُنتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (آل عمران:110)

''تم بہترین امت ہو جنہیں لوگوں (کی ہدایت) کیلئے نکالا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

لیکن افسوس کہ ہم تو اس امتیازی وصف کو بھول چکے ہیں......!

بچے گا صرف وہی: بچے گا صرف وہی جو دعوت کی ذمہ داری پوری کرے گا، اصحاب سبت کے تین گروہ: (۱) مچھلی کا شکار کرنے والے نافرمان، (۲)۔ کنارہ کش ہو جانے والے یعنی نہ شکار کرنے والے اور نہ ہی منع کرنے والے اور (۳)۔ نافرمانوں کو منع کرنے والے۔ ان میں سے صرف وہ گروہ بچا جو منع کرنے والا تھا، جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ﴾. (اعراف:7:165)

''تو جو لوگ برائی سے منع کرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی''

کیا ہمیشہ کی آسانی کیلئے یہاں تھوڑی سی مشقت اٹھانے کیلئے ہم تیار ہیں......؟

حضرت لقمانؑ کی نصیحت: اپنے بیٹے کو صبر اور نماز کے ساتھ دعوت دین کی یوں تلقین کی:

ترجمہ: ''اے میرے بیٹے نماز قائم کرو، اور حکم دیتے رہو نیک کاموں کا اور منع کرتے رہو برائی سے اور صبر کرتے رہو اس تکلیف پر جو تمھیں پہنچے، یقیناً یہ بڑے ہمت کے کام ہیں۔'' (لقمان۔17:31)

عام فرد کی دعوت: علماء کی بجائے عام افراد کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے جسکا ایندھن ہوں گے انسان اور پتھر۔'' (تحریم:6)

﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (التوبہ:71)

''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، باہم بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔''

چونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا اسلئے یہ ذمہ داری تا قیامت آنحضور ﷺ کے امتیو ں کے سپرد کر دی گئی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے حکم دیا:

(بلغو ا عنی و لو اية) (بخاری، کتاب احادیث الانبیاء)

''تم پہنچا دو میری طرف سے آگے چاہے ایک آیت ہی ہو۔''

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے حکم دیا:

''اب پہنچائیں وہ جو یہاں موجود ہیں ان کو جو موجود نہیں ہیں'' (بخاری، کتاب الحج)

ان احکام کی رو سے عام فرد کے ذمہ بھی دعوت ہے جو کہ: اپنے اپنے دائرہ اختیار میں معروف، منکر، بنیادی وضروری دین: بیوی بچوں، بہن بھائیوں سمیت دیگر اقربا، حلقہ اثر دوست احباب، ہمسائے، محلے داروں تک ضروری ہے۔ ہم میں سے ہر ایک ہر حال میں اسکا مکلّف ہے، یہ کم از کم ذمہ داری ادا کیے بغیر نجات پانا محض خام خیالی ہے۔

<u>علماء حضرات کی ذمہ داری:</u> علماء حضرات کی ذمہ داری عام افراد کی نسبت بہت زیادہ ہے انکی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۝﴾

(التوبہ:122)

''اور سب مسلمانوں کیلئے تو ممکن نہ تھا کہ وہ اس کام (دین کی بصیرت) کیلئے نکل کھڑے ہوتے، لیکن ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے تاکہ دین کی گہری سمجھ بوجھ حاصل کرتے اور جب (علم سیکھ کر) واپس پلٹتے تو اپنی قوم کو انذار کرتے، تاکہ وہ بچ جاتے۔''

اسلام دین فطرت ہے، یہ حکم ہر مسلم فرد کو نہیں بلکہ ہر علاقے، محلے اور گروہ میں سے کچھ لوگ اگر وقف ہو کر دین کا تفصیلی علم حاصل کریں، گہری بصیرت کے بعد اپنے اپنے علاقوں میں انذار و تبشیر (حیات اخروی کیلئے لوگوں کو تیار) کریں تو معاشرے کو کفایت کر جائیں۔

یاد رکھیں! علمی ڈگریاں بھی صرف اس وقت ہدایت کا سبب بنتی ہیں جب مکمل اخلاص ہو جو کہ فرقہ واریت کی بنا پر مفقود ہو چکا ہے۔ لہٰذا عام تعلیم یافتہ افراد پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ فرقوں کے احیاء کی بجائے اخلاص کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کیلئے دین سیکھیں۔

<u>دعوت کی بنیاد:</u> پروردگار نے قیامت تک کیلئے اپنا حتمی تکمیلی پیغام قرآن حکیم کی صورت میں نازل کر دیا ہے۔ قرآن کے ہوتے ہوئے اس حقیقی ضابطہ حیات کی بجائے دیگر چیزوں کی بنیاد پر دعوت و اصلاح کرنا سمجھ سے باہر ہے۔ دیگر مبلغین تو درکنار اللہ تعالیٰ نے تو اپنے پیارے رسول ﷺ کو بھی تخصیص کے ساتھ حکم دیا کہ آپ اس قرآن کے ذریعے لوگوں کو نصیحت کیجئے:

☆ ﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ﴾ (سورۃ ق، آیت:45)

''پس نصیحت کرتے رہیے اس قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو جو (میرے) عذاب سے ڈرتا ہے''

☆ ﴿فَلا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾ (الفرقان، آیت:52)

''ان کافروں کی پیروی نہ کرنا اوران سے اس (قرآن) کے ذریعے (نصیحت و تبلیغ) کر کے بڑا جہاد کرو''

کیا ہمیں اپنی دعوت کی بنیاد قرآن پر رکھنے کی ضرورت نہیں؟ ہماری مذہبی جماعتیں اگر اپنے اپنے مسالک کے موافق لکھی ہوئی کتابوں کی بجائے اللہ کی کتاب کو بنیاد بناتیں تو لوگوں کی حقیقی اصلاح کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت سے بھی جان چھوٹ جاتی۔

دعوت کی اولین ترجیح: متعدد آیات گواہ ہیں کہ آپ ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا مرکز ومحور خالق کائنات کا تعارف اوراسکی وحدانیت کا بیان تھا۔آپ ﷺ نے جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا تو فرمایا:

((فلیکن اول ماتدعو ھم الی ان یوحدوا اللہ تعالیٰ)) (صحیح بخاری کتاب التوحید)

''تم انہیں سب سے پہلے اللہ کی توحید کی طرف دعوت دو۔''

توحید کے ساتھ: رسالت، ایمانیات، عبادات، اخلاقیات اور انذار ترجیح ہو۔

دعوت کے آداب: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ﴾ (النحل:125)

''بلاؤ اپنے پروردگار کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ، عمدہ نصیحت کے ساتھ اور (مجادلے کی نوبت آجائے تو) مجادلہ (مکالمہ، بحث وتکرار) کرو ان کے ساتھ بہترین طریقے سے۔''

یعنی داعی کو حکمت ودانائی، عمدہ اسلوب وعظ اور مہذب طریق پر بحث وتکرار، دلائل وبراہین اور علم وعقل کی روشنی میں کرنی چاہیے۔ مدعو پر دھونس جمانے اور اسے نیچا دکھانے کی بجائے شفقت ومحبت کے ساتھ اسکی خیر خواہی پر نظر ہونی چاہیے۔ لیکن افسوس کہ ان احکامات کو سب بھول چکے ہیں۔

<u>اس عظیم مقام کو پانے کیلئے:</u> سراپاءِ صبر بننے، دوسروں سے اپنے آپ کو ممتاز نہ کرنے، حتی الامکان احسن اسلوب اختیار کرنے اور دوسروں کی تلخی کو اپنی ذات میں سہنے کی ضرورت ہے۔ اس ضمن میں کیا خوبصورت بات لکھی ہے کسی نے، جسے دل میں نقش کرنے کی ضرورت ہے:

''ہرانے کے بجائے دل جیتنا، منوانے کی بجائے متاثر کرنا، حریف اور رقیب بننے کی بجائے ہمدرد اور ناصح بن کر سامنے آنا، فریق ثانی سے نفرت کرنے کی بجائے محبت کرنا یہاں تک کہ اس کے حق میں دعائیں نکلنے لگیں، دعوت نام ہے خیر خواہی کا نہ کہ مقابلہ آرائی کا (اسلیئے لوگوں کی) انا مت بھڑکائیں (بلکہ انکا) ضمیر جگائیں۔''

(دعوت دین: کرنے کا اصل کام: www.pyamedost.org)

نوٹ: اس ضمن میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ خالق نے قرآن میں ظالم لوگوں سمیت جو اللہ کی بات کو رد کریں ان پر بہت شدید سختی کی ہے تا کہ وہ اخروی ہلاکت سے بچ جائیں۔ اس سختی کو تو ضرور واضح کرنا چاہیے لیکن اسوہ رسول ﷺ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں بحثیت انسان جس قدر: تحمل و برداشت، صبر اور حکمت کو ملحوظ رکھ سکیں اسکی بھرپور کاوش کرنی چاہیے۔

<u>دعوت کی راہ میں آلودگیاں!</u> دعوت کی راہ میں درج ذیل آلودگیاں حائل ہو کر مقصد کو کھوٹا کرتی ہیں، جن سے بچنے کی بھرپور محنت کرنی ہے:

(۱)۔ ریاکاری، (۲)۔ اسلام کی بجائے مسلک، گروہ، فرقہ کے بھوت کا سوار ہونا، (۳)۔ اللہ کی رضا کی بجائے مال وعزت، (۴)۔ بے صبری کا مظاہرہ اور غیر اخلاقی طرز عمل، (۵)۔ ضروری و بنیادی دین کی بجائے غیر ضروری چیزوں کو دعوت کی بنیاد بنانا، (۶)۔ لوگوں کی اصلاح کی بجائے انہیں نیچا دکھانا، (۷) کاوش و محنت کی بجائے نتائج پر نظر رکھنا۔ اس ضمن میں یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ ساری دنیا مل کر بھی کسی کو ہدایت پر نہیں لا سکتی مگر جب اللہ چاہے، ہمارا کام صرف اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

دعوت کے ذرائع

اگر آپ پر حقیقت کھل چکی ہے اور آپ نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ دعوت دین ہم سب کی ذمہ داری ہے، تو آیئے دعوت کے مختلف ذرائع سے واقفیت حاصل کر لیں تا کہ یہ کام کرنا ہمارے لئے آسان ہو

جائے:

(۱)۔ <u>تحریروتقریر:</u> اگر کسی میں دین کی گہری بصیرت اور استعداد پیدا ہو چکی ہے کہ وہ خود وعظ و نصیحت کر سکتا ہے، خود تحریر لکھ سکتا ہے تو وہ یہ کام خود کرے۔

(۲)۔ <u>پیغام ودعوت:</u> خود وعظ کرنے کے بجائے لوگوں کو اچھے پروگرام جہاں خالص قرآن وسنت کا احیاء ہو ان میں شرکت کی دعوت دینا، اچھا دینی لٹریچر دوسروں تک پہنچانا۔

(۳)۔ <u>بات چیت:</u> وعظ و بیان کی زیادہ مہارت نہ بھی ہو تو تھوڑی بہت بات چیت، لکھی ہوئی تحاریر سے درس و بیان کیا جا سکتا ہے۔

(۴)۔ <u>مالی معاونت:</u> دین کی اشاعت کیلئے مال خرچ کرنا: ترجمے والے قرآن مجید سمیت دیگر اچھی کتابوں کی پرنٹنگ کرانا، انہیں خرید کر لوگوں میں تقسیم کرنا۔

(۵)۔ <u>صلاحیتیں:</u> جدید علمی و ذہنی صلاحیتوں (انٹرنیٹ، کمپیوٹر، سافٹ ویئرز) کو دین کی اشاعت کیلئے استعمال کرنا۔

<u>**حقیقی ایمان کا نتیجہ!**</u> دلائل سے تو ثابت ہو ہی چکا ہے کہ دین کی دعوت ہر فرد کے ذمہ ہے لیکن یاد رکھیں! جس کسی کو بھی حقیقی ایمان نصیب ہو گیا، وہ اللہ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائے بغیر رہ نہیں سکے گا۔ اللہ کی محبت اسے چین سے نہیں بیٹھنے دے گی، اس کی روح دعوتِ دین کیلئے بے تاب ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو دعوتِ دین کو اپنی ذمہ داری سمجھنے اور اسے نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

سچی سُچی رہنمائی (Pure Guidance)

پمفلٹ (Pamphlets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم تحاریر کی بجائے پمفلٹ کی شکل میں زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر

1	ہماری حقیقت (نفس اور روح)	2	دین کی اصل
3	ایمان کی مختلف حالتیں	4	ہدایت پر ضروری معلومات
5	اصل اور جواز	6	تطبیق: ہدایت کیلئے ناگزیر
7	قرآن سے رہنمائی پر ایک بڑی غلط فہمی	8	قرآن فہمی کی اہمیت
9	جزوی اسلام کا نتیجہ	10	توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ
11	قتلِ ناحق (ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ)	12	قلب کی حالتیں
13	اخروی زندگی کی جھلک	14	ابدی زندگی کی حسرتیں
15	فریضہ دعوت واصلاح	16	جہاد (زیرِ تحریر)
17	انفاق فی سبیل اللہ	18	زندگی کیا ہے؟
19	موت کو دریافت کرنا	20	تزکیہ وتقویٰ
21	سکون کے ذرائع	22	نظروں سے اوجھل بے عدلی کی شکلیں
23	خضاب کی شرعی حیثیت	24	اختلاط: نوجوان نسل کیلئے بڑی آزمائش
25	ابلیس انتہائی مکار دشمن	26	

﴿ آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں ﴾

نوٹ: دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔ لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اسلئے جو بھی کوئی خطا ہوئی ہو گی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہوئی ہو گی۔ لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔